© rasailojaraid.com

کے ہاں اہل اندلس کے لیے جانب داری، طرف داری اور عصبیت پائی جاتی تھی (ص ۱۹۹)۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تقریباً ربع صدی قبل نصرانی سپین نے اس "عظیم قرطبی" کی علمی و فکری حیثیت کے اعتراف میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ "جشن ابن حزم" منایا، جس کے صدر اس وقت کے صدرِ مملکت جنرل فرانکو تھے۔ اس موقع پر ابن حزم کا مجسمہ بھی تیار کر کے قرطبہ شہر میں نصب کیا گیا۔

ڈاکٹر عویس نے "زمانہ مابعد میں ابن حزم کی فکری و علمی کاوشوں سے متاثر ہونے والوں کی ایک طویل فہرست دی ہے، جن میں ابن خلدون جیسے نامور مورخ و مفکر بھی شامل ہیں۔ خود ابن خلدون نے ابن حزم سے تاثر و استفادے کا اعتراف کیا ہے۔

بلاشبہ مصنف نے ابن حزم سے متعلق ماخذ کی ایک طویل فہرست کھنگال کر لوازمہ جمع و مرتب کرنے میں بڑی محنت و کاوش سے کام لیا ہے اور اس طرح ایک ایسی کتاب تیار کی ہے، جو ہمارے علمی اور فکری سرمائے بلکہ اردو زبان کے سوانحی ذخیرے میں بھی ایک عمدہ اضافہ ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

اسلامی تحریک، درپیش چیلنج: پروفیسر خورشید احمد۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، بلاک ۱۹، مرکز ایف سیون، اسلام آباد۔ صفحات: ۱۰۰۔ قیمت: ۳۰ روپے۔

فکر و نظر کی غلامی، سیاسی محکومی اور معاشی گداگری کے سبب عالم اسلام ایک شدید بحرانی دور سے گزر رہا ہے۔ صورت یہ ہے کہ قلعے کے پھاٹک دشمن نے باہر سے نہیں توڑے، بلکہ یہ اندر ہی سے کھولے گئے ہیں۔ مسلمانوں میں نام نہاد "روشن خیال اور غیر جانبدار بندگانِ مفاد" "برائے فروخت" کی تختی لگائے نظر آتے ہیں۔ اس پر مستزاد قرآن و سنت سے دوری اور فقہی تنگ نظری۔ مختصر یہ کہ اندرونی شکست و ریخت کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ کو مذہبی اور سیاسی سطح پر بھی بیرونی حملے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں اس کشمکش سے دوچار، عالم اسلام کے فکری و عملی اور داخلی و خارجی معاملات پر نظر ڈالی گئی ہے اور اس بحران و کشمکش کو چیلنج سمجھ کر قبول کرنے والی اسلامی تحریکوں کے نقطۂ نظر کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے:

پہلا حصہ، پروفیسر صاحب کے اس فاضلانہ انگریزی مقالے کا اردو ترجمہ ہے، جس میں مصنف نے اختصار مگر جامعیت کے ساتھ اس آشوبِ عصر کی نشان دہی کی ہے، جو امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیاسی اور تہذیبی حملے کی صورت میں عالم اسلام پر مسلط کیا جا رہا ہے۔

آگے چل کر انھوں نے "بنیاد پرستی" کی الزامی غوغا آرائی کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ "بنیاد پرستی" عیسائی مذہب کا مظہر ہے جس کا اسلامی فکر و عمل میں کوئی مقام نہیں" (ص ۱۵)۔ "چنانچہ اس واضح مسیحی اصطلاح کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا نہ صرف غلط بلکہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ مسلم احیا اور اس کی رفتار کو "بنیاد پرستی" کہہ دینے سے روکا نہیں جا سکتا..... مغرب کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ اس بات کا دُور دُور تک کوئی امکان نہیں ہے کہ مسلمان مسلح ہو کر مغرب پر دھاوا بول دیں۔ مسلمان محض اپنے معاملات درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر مسلم عوام کسی ملک کی بالادستی تسلیم نہیں کرتے (ص ۱۹)۔

کتاب کا دوسرا حصہ "اسلامی احیا' بنیاد پرستی اور اسلامی تحریک" کے عنوان سے ایک طویل انٹرویو پر مشتمل ہے' جسے پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے جیسے ایک شفیق استاد ایک گہرے دلی جذبے' مضبوط استدلال اور علمی وقار کے ساتھ مسائل کی تشریح کر رہا ہے اور اس کے پیش نظر مغالطہ انگیزی کے کانٹوں کو چننا اور حقائق و معارف کی شبنم فشانی کرنا ہے بلکہ سیکھنے اور سمجھنے کے لیے اس کے اپنے دل و دماغ کے دریچے بھی کھلے ہیں۔ یہی اسلامی علمی روایت بھی ہے۔

اس دوسرے حصے میں: بنیاد پرستی' مسلم سوسائٹی کا انحطاط' ایران اور اسلامی انقلاب' تحریک پاکستان اور پاکستان کا نظریاتی بحران' جنگ خلیج [۱۹۹۰-۹۱]' سود کا چیلنج' پرائیویٹائزیشن' علامہ اقبال اور قائداعظم کا تصورِ پاکستان' اقبال کا تصورِ اجتہاد' عورت کی سربراہی' بھارت میں ہندو انتہا پسندی کا احیا وغیرہ موضوعات پر اسلام اور اسلامی تحریکوں کے حوالے سے دلچسپ اور بھرپور مکالمہ ہے۔ اس میں راست غور و فکر کی قوس قزح اپنے روشن رنگوں کے ساتھ ملتی ہے۔

تیسرے حصے (اسلامی تحریک کی قوت) میں مصنف نے ڈاکٹر ممتاز احمد کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اسلامی تحریکات کی اصل قوت اس کے کارکنوں کی سیرت اور ان کا کردار ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس قوت کے تقاضوں اور ان کے حصول کے ذرائع کی نشان دہی بھی کی ہے۔

ایک یا دو نشستوں میں بہ آسانی پڑھی جانے والی یہ کتاب 'اسلام اور اسلامی تحریکات کے دفاع پر نہایت عمدہ پیش کش ہے' جسے اسلامی فکر و نظر کے حامل افراد اور مسلم قوم پرستوں کو تو ضرور ہی پڑھنا چاہیے۔ مغرب کے سیاسی و مذہبی نظریہ سازوں اور ان کے مشرقی مریدوں کو بھی اس سے دانش و برہان کے موتی ملیں گے' بشرطیکہ وہ اپنی روایتی "ملائیت" کے حصار سے باہر نکل کر اسے پڑھیں۔ کتاب کے انگریزی اور عربی ترجمے کی ضرورت ہے۔ (سلیم منصور خالد)

© rasailojaraid.com